Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم پیر

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

جلد ۶۶/۳۱ | ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ ۔ ۳۱ اخاء ۱۳۵۶ہش ۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء | نمبر ۲۴۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳۱ اخاء۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی دے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

مجالسِ انصار اللہ کا مرکزی سالانہ اجتماع نہایت کامیابی اور خیر و برکت کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور اور بصیرت افروز اختتامی خطاب

بنی نوعِ انسان کو اُمتِ واحدہ بنا کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا عظیم کام مسیح موعود کی جماعت کے ذریعہ مقدر ہے

اِس عظیم کام کیلئے اس جماعت کا نقطہ مرکزی خلافت ہے جس کا سلسلہ دائمی ہے اور کبھی منقطع نہ ہو گا

اِس مرکزی نقطہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہو

الحمدللہ کہ مجالس انصار اللہ کا مرکزی سالانہ اجتماع جو تین سال کے وقفہ سے امسال ۲۸ اکتوبر کو بعد نماز جمعہ ربوہ میں شروع ہوا تھا آج ۳۰ اکتوبر کو ایک بجے بعد دوپہر نہایت کامیابی اور خیر و برکت کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ یہ بابرکت اجتماع اپنی دیرینہ روایات کے مطابق ان ہزارہا انصار و خدام کے لئے غیر معمولی طور پر بہت ہی ازدیادِ ایمان کا موجب بنا جنہیں خدا کے فضل سے اس میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ انہیں بزرگانِ جماعت اور علمائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایمان افروز تقاریر کے علاوہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت درجہ رُوح پرور اور ولولہ انگیز افتتاحی اور اختتامی خطابات سے مستفیض ہونے کا بھی خصوصی شرف حاصل ہوا۔ گذشتہ سہ روزہ سالانہ اجتماع کی نسبت جو ۱۹۷۳ء میں منعقد ہوا تھا اس دفعہ خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر بڑی کثرت سے انصار و زائرین نے اس اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

اختتامی خطاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا حضورؐ کی قوتِ قدسیہ سے روحانی استفادہ کرنے کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور کوئی خیر و خوبی اب تا قیامت حضورؐ کی اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ کی رُو سے یہ ثابت ہے کہ حضورؐ کے ذریعہ روحانی فیض حاصل کرنے والی جماعت دو گروہوں میں منقسم ہے ایک تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد کی تین صدیوں میں ہونے والے بزرگانِ سلف اور صلحائے اُمت کا گروہ کثیر ہے جس نے حضورؐ کی قوتِ قدسیہ کے طفیل اپنے اندر عظیم روحانی انقلاب بپا کیا اور پھر وہ دُنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے اور دوسرا گروہ وہ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند کی آواز پر لبیک کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تربیت سے حصہ لیا۔ بلاشبہ پہلے منعم علیہ گروہ نے بھی اسلام کی بڑی گراں بہا خدمات سرانجام دیں اور ان کے ذریعہ اسلام اکنافِ عالم میں پھیل گیا لیکن تمام بنی نوع انسان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر کے اُمتِ واحدہ بنانے کا عظیم کام حضورؐ کے عظیم روحانی فرزند یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں ہی مقدر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو خلافت کے مرکزی نقطہ سے وابستہ کر دیا گیا ہے اس مرکزی نقطہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کا نام دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا کیونکہ اس مرکزی نقطہ کی موجودگی اور اس سے وابستہ ہوئے بغیر کبھی وہ وحدت پیدا نہیں ہو سکتی جس کے ذریعہ بنی نوع کا اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ بصیرت افروز خطاب ایک گھنٹہ بیس منٹ تک جاری رہا جس کے بعد حضور کی اقتداء میں پُرسوز و گداز کی ایک غیر معمولی کیفیت سے معمور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ سالانہ مرکزی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اختتامی اجلاس میں حضور ایدہ اللہ کے بصیرت افروز خطاب کا ملخص

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ۳۰ اکتوبر کے اختتامی اجلاس میں خطاب فرمانے کے لئے سوا گیارہ بجے دوپہر مقامِ اجتماع میں تشریف لائے۔ جملہ حاضرین نے کھڑے ہو کر نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا۔ حضور کے کرسئ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم ثاقب صاحب زیروی مدیر ہفت روزہ "لاہور" نے اپنی ایک نعتیہ نظم بعنوان "عرضِ حال" کے چند اشعار نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے ناظمین اعلیٰ علاقائی اور ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ کو ۷۵-۷۶، ۷۶-۷۷ء کی سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔ نیز تعلیمی امتحانات میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے انصار اور اجتماع کے موقع پر منعقد ہونے والے تقریری اور دوڑ ذہنی

(باقی صفحہ ۶ پر)

خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

خدام الاحمدیہ کا مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ ۴-۵-۶ نومبر ۱۹۷۷ء (جمعہ، ہفتہ، اتوار) کو بمقام ربوہ منعقد ہو گا خدام زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس میں شامل ہونے کی کوشش فرمائیں۔

(صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۳۱؍اخاء ۱۳۵۶ھش
۳۱؍اکتوبر ۱۹۷۷ء

الٰہی سلسلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص سُنّت

الٰہی جماعتیں ابتلاؤں اور آزمائشوں میں سے گزر کر غلبۂ حق کی منزل کی طرف تیزی سے بڑھا کرتی ہیں۔ دنیا انہیں مٹا ڈالنا چاہتی ہے لیکن خدا تعالیٰ انتہائی پُرخطر اور نامساعد حالات میں بھی انہیں کامیابیوں اور فتح و نصرت کی بشارتوں سے نوازتا رہا ہوتا ہے اور انہیں برابر یہ تلقین کر رہا ہوتا ہے کہ وہ ان خطرات اور مشکلات و مصائب کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ اپنے آپ کو کامیابیوں اور کامرانیوں کے آنے والے دَور کی گراں بہا ذمّہ داریاں کمال خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے قابل بنائیں۔ الٰہی جماعتوں کے افراد کی نگاہیں زمانہ حال اور گردو پیش کے حالات پر ہی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دُور اُفق پار طلوعِ آفتاب کے آثار کا مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں اور ہر دم اس فکر میں ہوتے ہیں کہ جب لوگ قبولِ حق کے بعد فوج در فوج ان کے ساتھ آ شامل ہوں گے تو ان کی تربیت و اصلاح کے لئے کیا کیا اقدام ضروری ہوں گے اور وہ ان سے کس طرح عہدہ برآ ہوں گے۔

چنانچہ ابھی غلبہ کا زمانہ نہیں آیا تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نہایت نامساعد حالات میں سے گزر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (النصر آیات ۲ تا ۴)

ترجمہ:- جب اللہ کی مدد اور کامل غلبہ آ جائے گا اور تو اس بات کے آثار دیکھ لے گا کہ اللہ کے دین میں لوگ فوج در فوج داخل ہوں گے۔ اُس وقت تو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (ساتھ) اُس کی پاکیزگی بیان کرنے میں مشغول ہو جائیو اور (مسلمانوں کی تربیت میں جو کوتاہیاں ہوئی ہوں) اُس (یعنی خدا) سے (اُن پر) پردہ ڈالنے کی دعا کیجیو۔ وہ یقیناً اپنے بندے کی طرف رحمت کے ساتھ لوٹ لوٹ کر آنیوالا ہے۔

اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی ہر تدبیر اور ہر منصوبے کو ناکام بنا کر اپنے وعدے کو پورا کر دکھایا اور حسبِ وعدہ حق کا غلبہ پورے طور پر ظاہر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کی کسمپرسی کا زمانہ اور اپنی غیر معمولی تائید و نصرت یاد دلا کر انہیں اظہارِ تشکر کے طور پر نئے دَور کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہونے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:-

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
(الانفال آیت ۲۷)

ترجمہ:- اور یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اُچک کر نہ لے جائیں پھر باوجود اس کے اُس نے تم کو (مدینہ میں) جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور پاک چیزوں سے تمہیں رزق بخشا تاکہ تم شکر کرو۔

پس الٰہی سلسلوں کی مخالفت ہوتی ہے اور بڑی شدّ و مد کے ساتھ ہوتی ہے لیکن ان کے افراد ان مخالفتوں سے مرعوب نہیں ہوتے بلکہ ان کی نظریں خدائی وعدوں پر ہوتی ہیں اور وہ پورے یقین اور وثوق کے ساتھ ان کے پورا ہونے کا انتظار کرتے اور اپنے مخالفوں پر ان کی غلطی واضح کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے امام آخرالزمان سیدنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۲؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مجلس میں الٰہی سلسلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خاص سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہمارے مخالف بھی ہر طرح کی کوششیں ہمارے نابود کرنے کی کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس قدر مخالفت انہوں نے اس سلسلہ کی کی ہے اُسی قدر ناکامی و نامرادی ان کے شاملِ حال رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو بڑھایا ہے۔ یہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہ شخص مر جاوے گا اور جماعت متفرق ہو جاوے گی اور یہ کہ یہ فرقہ بھی دوسرے فرقے برہمو وغیرہ کی طرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے اس لئے اس کے ساتھ اس کا خاتمہ ہو جاوے گا مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اِس سلسلہ کو قائم کرے اور اسے ترقی دے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرقے نہ تھے؟ اُس وقت اُن کے مخالف بھی یہی سمجھتے ہوں گے کہ بس اب ان کا خاتمہ ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو کیسا نشو و نما دیا اور پھیلایا۔

ان کو سوچنا چاہیئے کہ اگر کوئی فرقہ تھوڑی سی ترقی کر کے رُک جاتا ہے تو ایسے فرقوں کی نظیر موجود نہیں کہ وہ دنیا پر محیط ہوئے ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ارادوں پر نظر کر کے حکم کرنا چاہیئے۔ جو لوگ رہ گئے اور ان کی ترقی رُک گئی ان کی نسبت ہم یہی کہیں گے کہ وہ اُس کی نظر میں مقبول نہ تھے۔ وہ اُس کی نہیں بلکہ اپنی پرستش چاہتے تھے۔ مگر میں ایسے لوگوں کو نظیر میں پیش کرتا ہوں جو اپنے وجود سے جل جاویں اور اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت اور جلال کے خواہشمند ہوں، اُس کی راہ میں ہر دُکھ اور موت کے اختیار کرنے کو آمادہ ہوں، پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کر دے گا؟ کون ہے جو اپنے گھر کو خود تباہ کر دے؟ ان کا سلسلہ خدا کا سلسلہ ہوتا ہے اس لئے وہ خود اسے ترقی دیتا ہے اور ان کے نشو و نما کا باعث ٹھہرتا ہے۔"

(بدر ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۵ء بحوالہ ملفوظات جلد ہشتم ص۱۵۹-۱۶۰)

الغرض اپنے قائم کردہ سلسلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ ایک خاص سنّت ہے کہ دنیا انہیں مٹا ڈالنا چاہتی ہے لیکن وہ گردو پیش سے بے نیاز رہتے ہوئے خدائی بشارتوں کے پیشِ نظر غلبۂ حق کے آنے والے دَور کی نئی ذمّہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی تیاریوں میں لگے رہتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی وہ اِس وسوسہ کو اپنے دل میں آنے نہیں دیتے کہ خدائی وعدے پورے بھی ہوں گے یا نہیں بلکہ وہ سر سے پاؤں تک اِس یقین سے لبریز ہوتے ہیں کہ ان کا خدا ہمہ قدرت و ہمہ طاقت ہے اور لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اس کی ایک بنیادی صفت ہے۔ وہ اپنے وعدوں کو ہمیشہ پورا کرتا رہا ہے اور اب بھی انہیں ضرور پورا کرے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ مخالفین کی ہر تدبیر کو ناکام کر کے اپنے وعدوں کو پورا کر دکھاتا ہے اور اِس شان سے پورا کر دکھاتا ہے کہ دنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہیں رہتی۔

قطعات

سورۂ فاتحہ کی دے مفتاح ÷ قفل دے کھول اے مرے فتّاح
دیجئے مجھ کو خزینۂ قرآں ÷ کر دے وا گنج شائگانِ فلاح

عطا کر وہ جامِ شرابِ طہور ÷ رہے جس کا نشّہ بہ یومِ النّشور
وہ پُر کیف کاسا دھا قاً پلا ÷ چھلکنے لگے نورِ تحت الشعور

قیس مینائی نجیب آبادی
سمن آباد۔ کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک قرآنی صداقت اور اُس کا واقعاتی ثبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودی دنیا:

محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد ربوہ

مذاہبِ عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ دنیا کسی موعود نبی اور فرستادۂ حق کے لئے چشم براہ ہوتی ہے۔ خدا کے فرشتے اس کے ظہور کی تیاری کے لئے قلوبِ انسانی پر نازل ہوتے ہیں اور انہیں آنے والے کے قرب زمانہ اور علامات کے بارے میں خبریں دیتے ہیں خصوصاً ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل یہ نزولِ ملائکہ اس کثرت سے ہوا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ (۸۴۹ھ - ۹۱۱ھ) نے الخصائص الکبریٰ جلد ۱ میں اس پہلو پر خوب روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ اہل عرب، اہل کتاب اور کاہنوں میں پیغمبر آخر الزمان کی جلد بعثت کی نسبت دھوم مچی ہوئی تھی بلکہ جیسا کہ حضرت ابن سعدؓ نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی ہے یہاں تک مشہور تھا کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمدؐ ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) کئی لوگوں نے اسی بناء پر اپنے بچوں کا نام محمدؐ رکھ لیا۔ کئی یہودی قبائل یثرب میں شام اور دوسرے علاقوں سے آباد ہی اس لئے ہوئے تھے کہ ان کے بزرگوں نے بتایا تھا کہ موعود نبی کا ظہور اسی بستی سے ہوگا۔

ابن الہیبان ایک یہودی عالم تھا۔ جو شام سے مدینہ چلا آیا تھا۔ مدینہ کے یہود قحط اور دوسری مصیبتوں کے وقت اس سے دعائیں کراتے تھے جب اس کے انتقال کا وقت آیا تو اس نے یہود کو جمع کیا اور کہا کہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ میں شام جیسی سرسبز و شاداب جگہ چھوڑ کر مدینہ جیسی غیر شاداب جگہ کیوں چلا آیا؟ میں یہاں اس لئے آیا تھا کہ مجھے ایک نبی کا انتظار تھا جو یہاں ہجرت کرکے آئے گا۔ میں اگر زندہ رہتا تو اس کی اتباع کرتا۔ دیکھو تم لوگ اس کی اطاعت سے گریز نہ کرنا ورنہ یہ امر تمہارے قتل پر منتج ہوگا۔ (اصابہ جلد ۱ ص ۲۳ و ابن ہشام جلد ۱ ص ۲۷)

بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ تبع نے ممالکِ شرقیہ کی تسخیر کے بعد مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنا چاہا۔ اس وقت یہود کے بعض علماء نے اس کو بتایا کہ یہ شہر حفاظتِ الٰہی میں ہے اور کوئی شخص اس کو برباد نہیں کر سکتا۔ یہ پیغمبر آخر الزمان کا دار الہجرت ہے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ حضرت محمد بن اسحاقؒ فرماتے ہیں۔ تبع نے ایک مکان نبی آخر الزمان کے لئے بنوایا اور اس کے ساتھ چار سو علمائے توریت تھے لیکن انہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کرلی تا پیغمبر آخر الزمان کے قدموں فیض حاصل کر سکیں۔ تبع نے ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک مکان تعمیر کرا دیا اور ایک کتاب لکھی جس میں آنحضرتؐ پر قبل از وقت اپنے اسلام کی شہادت لکھی اس کتاب کے دو شعر یہ تھے۔

"شهدت علی احمد انه
رسول من الله باری النسم
فلو مد عمری الی عمره
لکنت وزیراً له وابن عم"

(میں احمد کی نسبت گواہی دیتا ہوں کہ وہ اس اللہ کے رسول ہیں جو روحوں کا خالق ہے اگر میری عمر ان کے عہد مبارک تک دراز ہوئی ہے تو میں ان کا وزیر اور بھائی ہو جاؤں گا)

تبع نے یہ کتاب مُہر کرکے اس جماعت کے سب سے بڑے عالم کے سپرد کی اور وصیت کی کہ اگر وہ نبی آخر الزمان کا زمانہ پالے تو اس کتاب کو ان کی خدمت میں پہنچا دے ورنہ اپنی اولاد کو اور وہ اولاد اپنی اولاد کو اسی ہدایت کے ساتھ منتقل کرتی رہے اور ایک مکان حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تعمیر کرایا اور علماء یہود میں سے ایک کو اس کا متولی بنا دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام فرمایا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ اُن حبر گنے چنے خوش قسمت اہل کتاب میں سے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ایمان لائے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا شجرۂ نسب اسی عالم یہود تک پہنچتا ہے جس کو تبع نے متولی بنایا تھا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب مؤلفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

ابو نعیم میں بروایت حضرت عمرو بن عبسہ لکھا ہے کہ انہیں زمانہ جاہلیت میں ایک اہل کتاب نے بتایا کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جو بت پرستی اور شرک کو مٹا کر خدائے لا شریک کی طرف بلائے گا تم اس کی دعوت ہی پر لبیک کہنا۔ اسی طرح حضرت محمد بن مسلمہ سے نقل ہے کہ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبد الاشہل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس مقدس گھر کی طرف سے اس نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے جو کوئی اس کو پائے تصدیق کرے۔ حضرت محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی بعثت کے بعد ہم تو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو اسلام کی راہ دکھانے والے اس یہودی نے نہ صرف انکار کیا بلکہ حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔

ابن سعدؒ اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابی نملہ سے روایت کی ہے کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب الذکر کا درس دیا کرتے تھے اور آپ کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے اور آپ کا نام اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب نبوت افق عالم پر طلوع ہوا تو یہ لوگ حسد و عصبیت کے باعث منکر ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۲۳ تا ص ۲۴ ناشر مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن طبع اول ۱۳۱۹ھ)

عرب کے بعض مقامات پر یہود کے اجتماعی ادارے قائم تھے خود مدینہ شریف میں بیت المدارس کے نام سے ان کا ایک ادارہ تھا جس میں ان کے احبار اور ارباب حل و عقد مشورے کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کے بعد مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہؓ کئی بار بغرض تبلیغ یہاں بھی تشریف لے گئے۔

(روض الانف جلد ۲ ص ۳۸)

حضرت علامہ محمد بن الباقی بن یوسف مصریؒ (متوفی ۱۱۲۲ھ) زرقانی میں لکھتے ہیں کہ مدینہ میں کعب بن اشرف ایک بڑا مالدار یہودی تھا۔ اس کے یہاں سے تمام یہودی علماء و احبار کو وظائف ملتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے بعد جب وہ ایک بار اس کے پاس اپنے وظائف لینے آئے تو اس نے آنحضرتؐ کے بارے میں ان کی رائے دریافت کی انہوں نے جواب دیا:-

"هو الذی کنا منتظر"
آپؐ وہی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔

چونکہ یہ جواب سراسر اس کی توقع کے خلاف تھا اس لئے اس نے وظیفہ دینے سے انکار کر دیا جس پر یہ لوگ دوبارہ آئے اور کہا کہ ہم نے تو بالکل عجلت میں جواب دیا تھا بعد میں ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہم نے اس میں غلطی کی کیونکہ یہ نبی منتظر نہیں ہے۔ یہ سن کر کعب بن اشرف نے ان کے وظائف دوبارہ جاری کر دیئے اور اعلان کیا کہ:-

"لکل من تابعهم من الاحبار شیئاً من ماله"
(زرقانی جلد ۲ ص ۹-۱۰)

جو یہودی علماء (آنحضرتؐ کی نبوت کی تکذیب میں) ان احبار کی اتباع کریں گے ان کو بھی کچھ نہ کچھ وظیفہ ملے گا۔

قرآن عظیم نے یہودی دنیا کی اس افسوسناک ذہنیت کا کتنا بلیغ اور حقیقت پر مبنی نقشہ کھینچا ہے:-

"وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝"

(البقرة: ۹۰)

جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اس (کتاب کی پیشگوئیوں) کو جو ان کے پاس ہے سچا کرنے والی ہے تو باوجود اس کے کہ پہلے یہ لوگ (اللہ سے) کافروں پر فتح (پانے کی دعا) مانگا کرتے تھے جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انہوں نے پہچان لیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ پس ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے حسن سلوک اور اس کے خوشکن نتائج

مکرم بشیر احمد صاحب زاہد۔ قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ

(۲)

آیئے! اب میں مزید یہ عرض کروں کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات کے دل میں بچوں کے لئے شفقت و محبت کے سوتے کیسے روپ میں پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا ہی ارشاد ہے کہ جنگ کے دوران دشمنوں کے بچوں کو بھی قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ بھی فطرت صحیحہ پر پیدا ہوئے ہیں اور پھر بچوں کی ہی ہمدردی و خیرخواہی کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ حاملہ اور مرضعہ روزے نہ رکھے۔ کیونکہ اس سے بچے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے اور پھر بچوں کو بھی حکم دیتے ہیں کہ وہ بھی روزے نہ رکھیں۔ طلاق اور خلع کو اسی لئے ابغض الحلال قرار دیتے ہیں کہ اس سے بچے تباہ ہوتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ طائف کے خونخوار بھیڑیوں کے لئے اس لئے بددعا نہیں کرتے کہ اگر وہ تباہ ہو گئے تو کل کو ان کے بچے بھی دولت ایمان سے محروم رہ جائیں گے۔

پھر یہ بھی تو میرے پیارے آقا کا ہی ارشاد ہے۔ فرمایا:۔

"اکرموا اولادکم فان اکرام الاولاد ستر من النار والاکل معھم براءۃ من النار"

کہ اے لوگو! اپنے بچوں کی عزت کیا کرو کیونکہ ان کی عزت دوزخ کا پردہ ہے اور ان کے ساتھ مل کر کھانا جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

اور پھر فرمایا:۔

"لان یؤدب احدکم ولدہ خیر من ان یتصدق کل یوم صاع"

کہ اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ کیونکہ تمہارا یہ فعل روزانہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

چنانچہ آپ کا اپنا یہ حسن عمل ہے کہ آپ بچوں کو ادب سکھانے کے لئے از خود ان کو سلام میں پہل فرماتے ہیں اور ان کو ہدایت فرماتے ہیں:۔

"یا بنی اذا دخلت علی اھلک فسلم تکن برکۃ علیک وعلی اھل بیتک"

کہ اے میرے بیٹے! جب اپنے گھر میں تو داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ۔ اس سے خود تیرے گھر والوں پر برکت خداوندی نازل ہوگی۔

پھر یہی نہیں بلکہ اپنے بچوں کی کھیل میں اس نیت سے شامل ہو جاتے ہیں تا ان کے اخلاقی پہلوؤں کی نگہداشت کر سکیں۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات بچوں کے ساتھ کھیلے اور ایک دفعہ تو ان کے ساتھ دوڑ لگائی۔ پھر یہ بھی آپ کے حسن تربیت کا ایک ثبوت ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے صدقہ کی ایک کھجور منہ میں ڈال لی تو آپؐ نے اپنی انگلی سے وہ منہ سے باہر نکال پھینکی۔

پھر ایک اور موقعہ پر جب کھانا کھاتے وقت ایک بچے نے غلطی کی تو فرمایا:۔

"اللہ کا نام لے کر کھانا کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ"

پھر یہ واقعہ بھی اس سلسلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ ایک بچہ کھجور کے درخت سے کھجوریں گرانے کے لئے پتھر مار رہا تھا۔ تو لوگ اس کو پکڑ کر آپؐ کی خدمت اقدس میں لے آئے چنانچہ آپؐ نے اس کو فرمایا:۔

"جو کھجوریں از خود گریں ان کو اٹھایا کرو مگر پتھر نہ مارا کرو!"

اور اس کے ساتھ ہی اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔

پس یہ ہے میرا آقا محمدؐ کہ جس کی شان میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ الفاظ کہے:۔

"اس کے رخسار پھولوں کے
چمن اور بلسان کی ابھری
کیاریاں ہیں۔ اس کے لب
سوسن ہیں جن سے خالص
مُر ٹپکتا ہے۔ اس کے ہاتھ
ایسے ہیں جیسے سونے کی
کڑیاں جن میں ترسیس کے
جواہر جڑے ہوں۔ اس کی
قامت لبنان کی سی ہے جو
خوبی میں رشک سرو ہے۔
اس کا دہن حد درجہ شیریں ہے"

اور اب آپ ہی بتائیں کہ جو ایسا پیکر حسن و جمال ہوگا وہ کیوں نہ اپنے حسن اخلاق سے دوسروں کے دل و دماغ میں گھر کر جائے گا۔ اور کیوں نہ دوسرے اس سے محبت کریں گے؟ چنانچہ جو کہتے ہیں۔ محبت محبت کو پیدا کرتی ہے اور حسن اخلاق دوسروں کو غلام بے دام بنا لیتا ہے۔ یہی کچھ مجھے یہاں ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ میں جب بھی تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں تو مجھے یہ بڑا ہی پیارا پُر لطف منظر دکھائی دیتا ہے کہ جہاں حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے انتہائی محبت و شفقت کا سلوک فرماتے تھے وہاں بچے بھی آپ سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے تھے یہاں تک کہ وہ آپ کے لئے جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔

یہ منظر کتنا ہی دیدنی اور پُر محبت ہے کہ حضورؐ کو آپ کے اپنے عزیز اور رشتہ دار مکہ معظمہ سے نکال دیتے ہیں وہ آپ کے قتل پر سو اونٹ انعام رکھتے ہیں مگر خدا کی شان ہے کہ آپ جب منزلوں پر منزلیں مارتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو آسمان یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ یہاں آپ کا استقبال کرنے والے جوان اور بوڑھے ہی نہیں تھے بلکہ مدینہ کے وہ کم سن بچے اور بچیاں بھی تھیں جو ایک خاص شان سے آپ کے عشق و محبت میں دف بجا بجا کر یہ استقبالیہ گیت گا رہی تھیں:۔

"طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعا للہ داع"

چنانچہ مدینہ منورہ کے یہی وہ کم سن عشاق محمدؐ ہیں جو نہ صرف زمانہ امن میں ہی آپؐ سے عشق و محبت کا دم بھرتے ہیں بلکہ ہم تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ وہی کم سن بچے جو ابھی عشق و محبت کے تقاضے تو الگ رہے ان کے مفہوم و معنی سے بھی ناآشنائے محض تھے۔ وہ بھوکے پیاسے ننگ دھڑنگ منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے آپ کے ہمرکاب میدان جنگ میں پہنچ جاتے ہیں اور جب ان میں سے کسی کو کم سنی اور کم ہمتی کی وجہ سے جنگ میں شمولیت کی اجازت نہیں دی جاتی تو وہ رونے اور چلانے لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آپؐ ان میں سے بعض کو شریک جنگ ہونے کی اجازت بخش دیتے ہیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بھائی عمیرؓ انہی خوش قسمت بچوں میں سے ایک بچے ہیں جن کو کم عمری کی وجہ سے جنگ میں جانے کی جب اجازت نہ ملی تو وہ اسلامی لشکر میں چھپ گئے اور جب ان کو تلاش کر کے واپسی کا حکم ملا تو رونے اور چلانے لگے جس پر ہادئ عالمؐ نے ان کو اجازت دے دی۔

حضرت براء بن عازب بھی غزوۂ بدر کے وقت بہت کم سن تھے انہوں نے شریک جہاد ہونے کی اجازت مانگی۔ مگر جب اجازت نہ ملی تو زار و قطار رونے لگے۔

حضرت اسامہؓ خادم رسولؐ کی کل عمر تیرہ سال تھی جب وہ میدان جنگ میں حضورؐ سرور کائنات کے ساتھ اس میں شامل ہوئے اور یہی عمر تھی حضرت ابو سعید خدریؓ کی جب ان کو ان کے والدین نے خدمت رسولؐ میں جنگ میں شریک ہونے کے لئے پیش فرمایا تھا۔

پھر حضرت رافعؓ اور سمرہؓ بھی تو اسی عمر میں تھے جب ان میں سے ایک کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہ ملی تھی تو اس نے ایڑیاں اٹھا کر کھڑے ہو کر جنگ کی بھٹی میں چھلانگ لگائی تھی اور دوسرے نے اس کو کشتی میں گرا کر شریک جنگ ہونے کا موقعہ پیدا کیا تھا۔

پھر معاذ اور معوذ بھی تو وہ کمسن بچے ہی تھے جنہوں نے غیرت عشق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہتھیلی پر سر رکھ کر جنگ میں شرکت کی تھی اور گھمسان کے رن میں ابوجہل کا سر قلم کیا تھا۔

عشق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کم سن بچوں کی جانثاری اور فداکاری کے یہ واقعات اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ وہ آپ کے حسن سلوک اور حسن محبت کے گرویدہ تھے اور آپ نے اپنی محبت و شفقت سے ان کے دل و جان پر یہاں تک قبضہ کر لیا تھا کہ وہ اپنا سب کچھ آپ پر نچھاور کرنے پر تلے بیٹھے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہ! کتنا عجیب و پُرکیف منظر ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر تو اپنے وقت کے دو یتیم بچوں کی گرتی دیوار کو کھڑا کرتے نظر آتے ہیں مگر حسنِ محمدؐ کی محبت و دلکشی کا یہ عجیب کرشمہ ہے کہ یہاں مدینہ کے دو یتیم بچے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مسجد کی دیواروں کو بلند کرنے کے لئے اپنی زمین پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ (اللّٰھم صل علیہ و آلہ وسلم)

کیا چشمِ فلک نے آج تک عشق و محبت کا یہ دلربا دکیف زا منظر دیکھا ہے۔ مجھے کہنے دیجئے کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ شرف تو صرف مدینہ کی ارضِ مقدس کو ہی حاصل ہے جس نے بارہا اس دُرِّ یتیمؐ کی زبانِ فیض ترجمان سے یہ سُنا کہ ’’ اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ فِی الْجَنَّۃِ‘‘ پس جب وہ یتیموں کے غم میں دُہرا ہوتا جا رہا تھا تو یتیم کیوں نہ اس پر دیوانہ وار جان چھڑکتے۔

آئیے! حسن محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک اور دلآویز پہلو بھی آپ کو دکھاؤں۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ ایک کھاتے پیتے خاندان کے چشم و چراغ تھے جو بچپن میں ہی دشمنوں کے ہتھے چڑھ گئے تھے اور انہوں نے آپ کو منڈی میں بیچ دیا تھا جہاں سے وہ بکتے بکاتے دو جہان کے غلاموں کے سرپرست کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے تھے کہ اتنے میں ان کے اعزاء و اقرباء ان کو تلاش کرتے ہوئے بھی آ گئے۔ والدین نے اپنے بیٹے کو دیکھا، اس کو چوما اور سینے سے لگایا اور بالآخر دربارِ نبویؐ میں منہ مانگی رقم دے کر اپنے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ سردارِ دو جہاںؐ نے ماں باپ کی شفقت و محبت کو دیکھا اور کہا کہ میں زید کو مفت میں جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ مگر اس کے بعد جو ہوا آسمان اس کو دیکھ کر کپکپا اٹھا اور فرشتے جنہوں نے خلیفۃ اللہ کی پیدائش پر ’’نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ‘‘ کا نعرہ بلند کیا تھا درود شریف پڑھنے پر مجبور ہو گئے کیونکہ حسنِ محمدؐ کا یہ کرشمہ تھا کہ حضرت زیدؓ نے ماں باپ کی محبت پر آپؐ کی محبت کو ترجیح دی تھی۔ جس پر آپؐ نے اس کی محبت کا یہ جواب دیا کہ اس کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔

پس یہ ہے میرے محبوب آقا حضرت محمدؐ یتیم کا بچوں سے حسنِ سلوک اور اس کے خوشکن نتائج۔ اللّٰھم صل علیہ اکثر مما صلیت علیٰ احد من الانبیاء و بارک وسلم انک حمید مجید۔

قسط نمبر ۲۶

فہرست وصولی چندہ مہمانخانہ مستورات

چندہ مہمان خانہ مستورات کی قسط نمبر ۲۶ شائع کی جا رہی ہے۔ یہ فہرست ۸ ارنومبر ۷۶ء تک کی ہے۔ اس کے بعد کی آئندہ شائع ہوں گی۔ مہمان خانہ تکمیل کے اختتامی مراحل پر ہے۔ گزشتہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اس چندہ میں شمولیت اور جلد ادائیگی کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ ہر وہ بہن جو ابھی تک اس میں شامل نہیں ہوئی اس اعلان کے ذریعہ اسے تحریک کی جاتی ہے کہ جلد از جلد شامل ہو کر ثواب حاصل کریں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

۱	مکرمہ حفیظہ شریف صاحبہ	ٹیکسلا	۲۵—۰۰
۲	〃 امۃ المتین صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۳	〃 ناصرہ عبدالمجید صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۴	〃 مبارکہ اعجاز صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۵	〃 منصورہ صدیقی صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۶	〃 رشیدہ ملک صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۷	لجنہ اماء اللہ	〃	۳۱—۰۰
۸	مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ	حلقہ سعید منزل کراچی	۵۰—۰۰
۹	〃 سیدہ بشریٰ سعادت بنت سید سعید اللہ خان صاحب	〃	۱۰۰—۰۰
۱۰	〃 فرحت سلطانہ صاحبہ	〃	۱۰۰—۰۰
۱۱	〃 بلقیس صداقت صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۱۲	〃 مبارکہ بیگم صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۱۳	〃 منصورہ بیگم صاحبہ	〃	۲۰۰—۰۰
۱۴	〃 شمس النساء عرفانی صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۱۵	〃 بشریٰ ناصر صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۱۶	〃 مبارکہ مسعودہ صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۱۷	〃 امۃ السلام صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۱۸	〃 بشریٰ شمس صاحبہ		۱۰—۰۰
۱۹	〃 اہلیہ صاحبہ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب	حلقہ اسوامی کراچی	۵۰۰—۰۰
۲۰	〃 رقیہ اقبال صاحبہ	〃	۱۰۰—۰۰
۲۱	〃 وحیدہ رشید صاحبہ	〃	۱۰۰—۰۰
۲۲	〃 زبیدہ وحید صاحبہ	〃	۱۰۰—۰۰
۲۳	〃 شہناز صاحبہ	〃	۱۰۰—۰۰
۲۴	〃 حمیدہ اختر صاحبہ	〃	۵۰—۰۰
۲۵	〃 زکیہ البشریٰ صاحبہ	〃	۲۰—۰۰
۲۶	〃 اہلیہ صاحبہ رفیق صاحب	〃	۲۰—۰۰
۲۷	〃 امۃ اللہ بشریٰ صاحبہ	〃	۲۰—۰۰
۲۸	〃 جمیلہ لطیف صاحبہ	〃	۲۰—۰۰
۲۹	〃 اہلیہ صاحبہ منہاس صاحب	〃	۱۵—۰۰
۳۰	〃 نصرت اعجاز صاحبہ	〃	۲۰—۰۰
۳۱	〃 فاروق اختر صاحبہ	〃	۲۰—۰۰
۳۲	〃 امۃ الباسط ناصرہ صاحبہ	〃	۲۰—۰۰
۳۳	〃 اقبال بیگم صاحبہ	〃	۲۵—۰۰
۳۴	〃 رشیدہ بیگم صاحبہ	〃	۲۵—۰۰
۳۵	〃 شکیلہ صاحبہ	〃	۲۵—۰۰
۳۶	〃 منیرہ صاحبہ	〃	۳۰—۰۰
۳۷	〃 طاہرہ حمید صاحبہ	〃	۱۵—۰۰
۳۸	〃 فوزیہ رشید صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۳۹	〃 نصرت جہاں بیگ صاحبہ	〃	۱۵—۰۰
۴۰	〃 عطیہ محمود صاحبہ	〃	۵۰—۰۰ ※
۴۱ ※	مکرمہ اہلیہ صاحبہ بابو اللہ داد صاحب	حلقہ اسوامی کراچی	۵۰۰—۰۰
۴۲	〃 〃 خالق داد صاحب	〃 محمود آباد	۱۰۰—۰۰
۴۳	〃 سعیدہ رفیق صاحبہ	〃	۱۰۰—۰۰
۴۴	〃 اہلیہ صاحبہ ظفر احمد صاحب	〃	۵۰—۰۰
۴۵	〃 ثریا مقبول صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۴۶	〃 قابل جان صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۴۷	〃 نسیم محمود صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۴۸	〃 حمیدہ صدیق صاحبہ	〃	۱۰—۰۰
۴۹	〃 ناصرہ نصیر صاحبہ	〃	۲۰—۰۰
۵۰	〃 اہلیہ صاحبہ ہاشمی صاحب	〃	۱۰—۰۰
۵۱	〃 اُمّ حبیبہ صاحبہ	〃	۱۵—۰۰
۵۲	〃 امۃ السلام شیخ صاحبہ	〃 کورنگی	۵۰—۰۰
۵۳	〃 زبیدہ ابراہیم صاحبہ	〃	۳۰۰—۰۰
۵۴	〃 عزیزہ بیگم صاحبہ	〃	۱۰۰—۰۰
۵۵	〃 زیب النساء بیگم صاحبہ	〃	۲۵—۰۰
۵۶	〃 اہلیہ صاحبہ لطیف صاحب	〃	۲۵—۰۰
۵۷	〃 〃 رانا نصیر احمد صاحب	〃	۳۰—۰۰
۵۸	〃 آصفہ بیگم کمانڈر اسلم صاحب	〃	۵۰۰—۰۰
۵۹	〃 امۃ البشریٰ محمود نواز صاحب	〃	۵۰۰—۰۰
۶۰	〃 مجیدہ بیگم شاہنواز صاحب	〃	۵۰۰—۰۰
۶۱	〃 امۃ الہادی نسیم صاحبہ	〃	۲۵۰—۰۰
۶۲	〃 امۃ الحی خالد صاحبہ	〃	۲۵۰—۰۰
۶۳	〃 امۃ الحفیظ بیگم چوہدری اختر نصیر صاحب	〃	۱۰۰—۰۰

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کا اختتامی اجلاس

بقیہ صفحہ اوّل

مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والی مجالس اور انصار میں انعامات تقسیم فرمائے اور انہیں معانقہ کا شرف بخشا۔

گیارہ بجکر ۳۵ منٹ پر حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اختتامی خطاب کا آغاز فرمایا۔ حضور نے فرمایا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ حضور کی بعثت کا مقصد انسان کو جو خدا سے دُور ہو گیا تھا پھر خدا کی طرف لانا تھا۔ نیکی، تقویٰ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی وہ راہیں جو کشادہ اور مستقیم تھیں وہ حضور نے بنی نوع انسان کے لئے کھول دیں۔ آپ کا وجود سب انسانوں کے لئے عظیم رحمت کا موجب تھا۔ اب انسان کوئی بھی روحانی فیض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کے سوا اور کہیں سے حاصل نہیں کر سکتا اب اس عظیم محسنِ انسانیت کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں تا قیامت ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو خدا کا قُرب حاصل کریں گے آپ سے جُدا ہو کر اب کوئی شخص بھی کوئی فیض اور برکت حاصل نہیں کر سکتا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں ہمیں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی جو دعا سکھائی ہے وہ بڑی شان سے پوری ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ایمان افروز حوالے پڑھنے کے بعد بتایا کہ کثرت کمیت اور صفائی کیفیت کے لحاظ سے حقیقی معنوں میں منعم علیہ جماعت کے ہمیں یہ دو گروہ نظر آتے ہیں (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد گذرنے والی تین صدیوں یعنی خیر القرون میں آنے والے بزرگانِ اُمت کا گروہ کثیر جس نے نبی کریمؐ کے روحانی اثر اور تربیت کے نتیجہ میں عظیم روحانی انقلاب اپنے اندر بپا کیا اور پھر وہ دُنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے (۲) دوسرا گروہ منعم علیہ کا وہ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے آخری زمانہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم روحانی تربیت سے حصہ پایا جن کا ذکر قرآن کریم میں وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے الفاظ میں کیا گیا ہے چنانچہ جملہ مفسرین اور علمائے اُمت نے آنے والے مسیح موعود کی جماعت ہی کو وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ کا مصداق قرار دیا ہے۔

حضور نے متعدد مثالیں دیتے ہوئے اس امر کو واضح فرمایا کہ منعم علیہ اصحاب کے پہلے مبارک گروہ نے جو پہلی تین صدیوں تک پھیلا ہوا ہے اور بلاشبہ لاکھوں بلکہ کروڑوں مقدس بزرگوں پر مشتمل ہے اسلام کی گراں بہا خدمات سرانجام دیں چنانچہ ان میں زبردست مفسّر، محدّث اور ایسے متکلم پیدا ہوئے جنہوں نے علمِ کلام میں تہلکہ مچا دیا۔ پھر ایسے ایسے مورخ، صوفیاء، حساب دان اور اطباء پیدا ہوئے جنہوں نے ہر شعبۂ زندگی میں انقلاب بپا کر دیا ہمارے قلوب ان کے احترام سے معمور ہیں لیکن ان تمام قابلِ قدر خدمات کے باوجود ہمیں یہ نظر آتا ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خلافتِ راشدہ کے مبارک عہد کے بعد اُمّتِ مسلمہ کے اخیار و ابرار کے اس گروہِ کثیر کا کوئی ایسا مرکزی نقطہ نہ رہا جس سے وہ وابستہ رہیں۔ اس کے نتیجہ میں ان میں وحدت نہ رہی۔ ہمارے مفسّرین نے چونکہ تفسیر کے بعض ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا جن کی طرف اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے اِس لئے بعد میں اُمّت کے مختلف گروہ مختلف مفسّرین کے گرد جمع ہو گئے۔ احادیث اور فقہ میں اختلاف بھی اُمّت میں وحدت کے فقدان کا موجب بن گیا لیکن بہرحال اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ منعم علیہ کے اس گروہ نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کی بڑی زبردست خدمت کی، اسے دُنیا میں پھیلایا اور اس کے لئے زبردست قربانیاں کیں۔ گو وہ کسی مرکزی نقطہ سے وابستہ نہ رہے مگر ان میں کوئی تفرقہ بھی نہ تھا اور ایک لحاظ سے انہیں ایسی عظمت حاصل ہے جس کا تاقیامت کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن بایں ہمہ خلافتِ راشدہ کے بعد ان میں مرکزی نظام کے فقدان کی وجہ سے وحدت نہ رہی اور خدا کی طرف سے یہی مقدر تھا کیونکہ قرآن مجید سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہ ثابت ہے اور تمام متقدمین اس سے متفق ہیں کہ بنی نوع انسان کو اُمّتِ واحدہ بنا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا عظیم کام اس مسیح موعود کے زمانہ میں ہی مقدر تھا جس نے نبی کریمؐ کی اتباع میں اپنے وجود کو فنا کر کے اس زمانہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا بیڑا اُٹھانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون کے زمانہ میں گو اسلام ترقی تو کرتا چلا گیا لیکن ان میں وحدت قائم نہ رہ سکی حتیٰ کہ فیجِ اعوج کا زمانہ آ گیا جبکہ بہت سی خرابیاں اور بگاڑ پیدا ہو گئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتاتے ہوئے کہ اب بنی نوع انسان کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کر کے اُمّتِ واحدہ بنانے کا وقت آ گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالے پڑھ کر سُنائے جن میں حضور نے اپنے تئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خادم اور خاتم الخلفاء قرار دیتے ہوئے بتایا ہے کہ مسیح موعود کا یہ زمانہ غلبۂ اسلام کا مبارک دَور ہے اور ہم نے آپ کے ذریعہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پہچانا ہے۔ حضور نے فرمایا اب ہمارا یہ کام ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کے لئے ایثار، قربانی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں دُنیا کے لئے نمونہ بنیں اور اپنے عمل سے دُنیا کو اسلام کی طرف کھینچنے کا موجب بن جائیں۔ پہلوں کی تمام تر دینی خدمات کے باوجود ان میں وحدت نہ رہی تھی لیکن اب چونکہ دُنیا ایک عظیم مادی انقلاب کے بعد ایک عظیم روحانی انقلاب کے لئے تیار ہو چکی ہے اور چونکہ جماعتِ احمدیہ پر دُنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے اِس لئے منعم علیہ کے اس آخری گروہ میں کوئی ایسا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے جو پہلے گروہ میں نہیں تھا۔ وہ مرکزی نقطہ خلافت ہے۔ حضور نے فرمایا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرح میرا بھی یہ نظریہ ہے کہ خلافتِ احمدیہ کو کبھی اور کسی زمانہ میں بھی بادشاہت اور حکومت سے نہیں ملانا چاہیئے۔ ہمیں بادشاہت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اِس خلافت کا کام تو دُنیا میں روحانی انقلاب بپا کرنا ہے اور اس بشارت کو پورا کرنا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں لیظہرہٗ علی الدّین کلّہٖ کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالہ جات پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے قدرتِ ثانیہ سے خلافت مراد لی ہے اور بتایا ہے کہ خدا کی یہ دوسری زبردست قدرت میرے مرنے کے معاً بعد شروع ہو جائے گی اس قدرت کے مظہر کئی وجود ہوں گے اور اس کا سلسلہ دائمی ہو گا اور قیامت تک منقطع نہ ہو گا اور اس طرح اس کے ذریعہ تمام روحوں کو خواہ وہ یورپ میں ہوں یا ایشیا میں توحیدِ واحد پر جمع کر دیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رسالہ الوصیّت احباب کو بغور پڑھنا چاہیئے اس میں حضور نے دو انقلابی نظاموں کا ذکر کیا ہے (۱) مادی دُنیا میں نظامِ وصیّت کا قیام (۲) روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے نظامِ خلافت جو دُنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم دعاؤں سے، حُسنِ اخلاق سے، حُسنِ معاملہ سے اور حُسنِ مجادلہ سے دُنیا کے قلوب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جیتنے کی کوشش کریں اور اس طرح خدا کے فضلوں اور اس کی جنّتوں کے وارث بنیں خلافت کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس کی اہمیّت سے آگاہ کرتے رہو۔ ہمارا خدا سچّے وعدوں والا خدا ہے کیا تم نے گذشتہ تین سال میں بارشوں کی طرح اس کے فضل اور نشانات نازل ہوتے نہیں دیکھے (نعرہ ہائے تکبیر) ہمارا خدا یقیناً سچّے وعدوں والا ہے اگر آپ بھی صدق و صفا کا وہی نمونہ دکھائیں جو پہلے گروہِ کثیر نے دکھایا تو یقیناً آپ بھی خدا کی بے شمار برکتوں کے وارث بن سکتے ہیں خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

بارہ بجکر پچاس منٹ پر حضور کا یہ نہایت بصیرت افروز خطاب ختم ہوا جس کے بعد جملہ انصار نے کھڑے ہو کر حضور کی اقتدا میں اپنا عہد دُہرایا۔ عہد دُہرانے کے بعد حضور نے لمبی نہایت پُرسوز و گداز اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد حضور نے جملہ انصار کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اِس طرح انصار اللہ کا یہ مرکزی سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

خالص مٹھائی
اور
عمدہ چائے کے لئے
نذیری سٹال
مسجد اقصیٰ روڈ پر تشریف لائیں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴